سائبر اسپیس میں موجودہ تعلیمی مواقع

تحریر: میمونہ صدف ہاشمی (پاکستان)[1]

دریافت: ۲۰۱۷/۰۷/۱۸ انتخاب: ۲۰۱۷/۰۸/۰۸

خلاصہ

سائبر اسپیس معلومات کا وہ ذخیرہ ہے جس میں ہر طرح کی کتب، مقالہ جات اور تحقیقات نہ صرف محفوظ کی گئی ہیں بلکہ ہر گزرتے دن ان معلومات میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ تعلیمی، سماجی اور اقتصادی خوشحالی میں سائبر اسپیس اپنا کردار ادا کرنے میں ایک حقیقت بن چکی ہے۔ سائبر اسپیس نے ہر شعبہ زندگی میں بنی نوع انسان کے لیے ترقی اور علم کی نئی جہتیں روشناس کروائی ہیں۔ ہر دور میں علم کا حصول انسان کا ایک اہم ترین مقصد رہا ہے۔ علم کی پیاس بجھانے کے لیے طلباء دور دراز کا سفر کرتے چلے آئے ہیں۔ علم کی پیاس بجھانے میں وقت اور حالات ہمیشہ آڑے آتے رہے تاہم اس تشنگی کو بجھانے کے لیے سائبر اسپیس ایک اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ مذاہب کے مابین مکالمہ ہو یا مختلف مذاہب کا تقابلی جائزہ، سائبر اسپیس کی مدد سے تبصرہ یا تجزیہ کرنا بے حد آسان بن چکا ہے۔ اب طالب علم کے لیے عالمی سطح کے علم کا حصول ناممکن نہیں رہا۔ دین اور دینی معلومات کے فروغ کے لیے سائبر اسپیس اپنی ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ وہ وقت اب ماضی کا حصہ بن چکا ہے جب ہاتھ سے خطوط لکھ کر اپنا مدعا بیان کیا جاتا تھا۔ کسی بھی مضمون کی معلومات کے لائبریریوں کو چھان مارا جاتا تھا۔ سائبر اسپیس نے ہر طرح کی معلومات کو بس ایک کلک کی دوری پر رکھ چھوڑا ہے۔ ادہر مطلوبہ معلومات کے مضمون کو سرچ انجن پر لکھیے ادہر دنیا جہان کے علم کا خزانہ آپ کے کمپیوٹر کی اسکرین پر حاظر ہو جائے گا۔ اس تمام معلومات میں سے اپنی مطلوبہ معلومات کو چن کر اپنی تحقیق کو جدید ترین بنایا جا سکتا ہے۔ سائبر اسپیس کا دینی اور دنیاوی علم کے حصول کے لیے نہ صرف اہم کردار ہے بلکہ سماجی، تعلیمی، علاقائی، اقتصادی، تہذیبی، نفسیاتی ترقی میں بھی سائبر اسپیس کے کردار سے انکار ممکن نہیں۔ سائبر اسپیس نے طالب علموں، تحقیق کاروں اور اساتذہ کے لیے بے شمار معلومات کا ذخیرہ پیدا کر دیا ہے۔ یہ معلومات جہانِ عالم کی ایک شاخ سے تعلق رکھتی ہیں چاہے وہ آرٹ یو، فنون لطیفہ ہوں، آرکیٹیکچر ہو، سیاست ہو، مذہب ہو یا ادب۔ گویا سائبر اسپیس کی وجہ سے ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے لیے مطلوبہ معلومات بیش بہا تعداد میں موجود ہے۔

۱۔ علوم قرآن اور حدیث ٹیچر، المصطفیٰ ﷺ ورچوئل یونیورسٹی، قم، ایران، maemuna.sadaf85@gmail.com

دنیاکے ایسے دور دراز علاقے جہاں طلباء کے لیے غربت کے باعث سفر کرنا ممکن نہیں ان کے سائبر اسپیس کسی نعمت سے کم نہیں کیونکہ یہ سائبر اسپیس ہی ہے جو ایسے علاقوں میں معلومات باہم پہنچانے کا واحد اور مؤثر ذریعہ ہے۔ صرف یہی نہیں۔ یہ سائبر اسپیس کا ہی کمال ہے کہ علم کا وہ ذخیرہ جس کو محفوظ کرنے کے لیے کئی کئی ایکڑ پر محیط لائبریریوں کی ضرورت تھی آج اس کے لیے نہ تو بڑی جگہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی ان گنت کتب کی۔ یہاں تک کہ مطلوبہ مضمون کے مطابق معلومات کی باہم اور جلد فراہمی چند سیکنڈ میں ممکن بنا دی گئی ہے۔ آج سائبر اسپیس کی وجہ سے انسان نے نہ صرف روئے زمین پر بلکہ سمندر اور خلاؤں کی تسخیر ممکن بنا لی ہے۔ ایئر و سپیس ٹیکنالوجی کی بدولت آج کا انسان دنیاکے ایک کونے سے دوسرے کونے تک باآسانی پہنچ جاتا ہے۔ انسان نے وقت کے دھارے کے ساتھ ساتھ چلنے کی وجہ سے کم از کم وقت میں زیادہ سے زیادہ مقاصد کے حصول کو ممکن بنا دیا ہے۔ کمیونیکشن کے میدان میں انسان نے فضاء میں موجود لہروں پہ بھی کمال کی قدرت حاصل کی ہے۔ دنیاکے کسی بھی کونے میں کوئی واقعہ رونما ہو جائے تو کمیونیکیشن سسٹم کے ذریعہ دنیاکے کسی بھی ملک میں چند لمحوں میں اس خبر کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ سائبر اسپیس کی بدولت دنیا سمٹ چکی ہے اور ہر طرح کی خبروں کی ترسیل منٹوں تو دور کی بات سیکنڈ میں کر دی جاتی ہے۔ ہر ملک کے باشندے دوسرے ملک کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف تہذیبیں آپس میں مدغم ہوتی چلی جارہی ہیں۔ سائبر اسپیس نے انسان کی ترقی کی راہیں کھول دی ہیں ۔ سائبر اسپیس کی بدولت انسان نے نہ صرف اپنی علمی کمی کو پورا کیا، انسانیت کا درس حاصل کیا بلکہ اقوامِ عالم کی تہذیبی اور اقتصادی ترقی بھی حاصل کی۔ الغرض ہر شعبہ زندگی میں سائبر اسپیس اپنا ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

بنیادی الفاظ: سائبر اسپیس، تعلیمی مواقع، اقتصادی ترقی

مقدمہ

سائیبر اسپیس سے مراد ایک ایسی خلاء ہے جس میں کمپیوٹر کے ذریعے معلومات کا تبادلہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔ سائبر کا لفظ یونانی زبان کے لفظ "کبر ناؤ" سے ماخوز ہے جس کا لفظی معنی ہے۔" غور سے دیکھنا یا گھورنا"۔ جبکہ سائبر اسپیس کا لفظی مطلب" حکومت یا رسائی"۔ یہ لفظ الیکٹرونک ڈیٹا تک رسائی اور اس کی حفاظت کو بیان کرتا ہے۔ سائبر اسپیس خلا میں الیکٹرانک ڈیٹا تک رسائی اور اس پر دسترس کا نام ہے۔

کینڈین جنرل آف کمیونیکیشن میں ڈبلیو لمبارٹ گارڈ یز نے لکھا ہے کہ "سائبر اسپیس طبعی حیثیت نہیں رکھتی لیکن مابعد طبیعات میں ایک مربوط حقیقت ہے"۔

سائبر اسپیس مابعد از طبیعات میں دو انسانوں کو حقیقی دنیا میں رابطہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ ایک دوسرے سے رابطہ، معلومات کی ترسیل اور بحفاظت ذخیرہ کرنے کے لیے سائبر اسپیس اپنی ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے۔

سٹرلنگ کے مطابق "سائبر اسپیس ایک ایسی خلاء ہے جہاں دو انسانوں کے مابین ٹیلی فونک بات ہوتی ہے۔ آپ کے ٹیلی فون میں نہیں اور نہ ہی دوسرے انسان کے ٹیلی فون میں بلکہ ان دونوں آلات کے درمیان لہروں کے ذریعے رابطہ ممکن ہو پاتا ہے"

سٹرلنگ مزید کہتا ہے کہ "سائبر اسپیس حقیقی جگہ نہیں ہے لیکن ہمیں ماننا پڑے گا کہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کیونکہ اس کی وجہ سے رابطہ جغرافیائی حدود سے ماوراءاور مسلسل ممکن ہو پایا ہے"۔

انتھونی گیڈن سائبر اسپیس کو جدیدیت کے ساتھ سودا بازی سے ماخوز کرتا ہے۔

گیڈن نے کہا ہے کہ آج کا انسان خطرات سے بھرپور زندگی گزار رہا ہے کیونکہ ہر ایک رائج الوقت تکنیکی نظام کی پیچیدگیوں کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اگرچہ انسانی دماغ غیر شعوری طور پر پیچیدگیوں کو پسند نہیں کرتا تاہم رائج الوقت نظام نے زندگیوں کو ماضی کی نسبت کہیں آسان بنادیا ہے۔ کے مطابق سائبر اسپیس عقل و شعور کا ایک نیا گھر ہے"۔ جان پیری بارلو سائبر اسپیس ایک ایسی جگہ ہے جو طبعی حیثیت سے ماورا ہے۔ یہ تقریباً ہر جگہ موجود ہے اور کسی جگہ موجود نہیں۔ اس خلاء میں ہم اپنی مرضی کے مطابق کوئی بھی کام کر سکتے ہیں۔

سائبر اسپیس سے مراد ایک ایسا نیٹ ورک ہے کو کہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے کارِ مشترک کی مدد سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔

تھامس تھیورم[1] کے مطابق "سائبر اسپیس ایک حقیقت نہ ہوتے ہوئے بھی ایک حقیقتی تصور ہے"۔

یہ فلسفہ، دہریت کا شکار ہے۔ سائبر اسپیس ایٹمز اور بٹس[1] کے ذریعے وجود میں آئی۔ سائیبر اسپیس کی اصطلاح پہلی بار ۱۹۶۹ء میں استعمال کی گئی۔

1. Thomas Theorem

ولیم فورٹ گبز سنز[2] نے اپنے ایک ناولٹ۔ بارنگ کروم[3] ۱۹۸۲ میں پہلی بار لفظ سائبر اسپیس اور سائبر نیٹکس کا استعمال کیا جسے بعد میں ناول کے طور پر شائع کیا۔

اصطلاحی تعریف اور نظریات

نیو منسر[4] ۱۹۸۴ گبز سنز نے ہی پہلی بار گلوبل کمپیوٹر نیٹ ورک کے تصور کو بیان کیا ہے۔اسی تصور کو بیان کرنے کے لیے اس نے سائبر اسپیس کی اصطلاح استعمال کی۔ گبز سنز ایک ناول میں لکھتا ہے کہ سائبر اسپیس میں داخل ہو جانے کے بعد کمپیوٹر کے ذریعے کنڑول ہونے والے ہیلی کاپڑوں کو ایک ٹارگٹ سے دوسرے کی جانب منتقل کیا جاسکتا ہے۔

گبز سنز کے تصور کے مطابق گلوبل نیٹ ورک کے ذریعے مشینوں، معلومات اور مختلف علاقوں میں رہنے والے لوگوں کو باہم جوڑا جا سکتا ہے۔ گبز سنز مزید بیان کرتا ہے کہ سائبر اسپیس غیر فعال اعداد و شمار جیسے لائبریری وغیرہ کا نام نہیں بلکہ مواصلاتی ذرائع کے ذریعے حقیقی دنیامیں دو یا دو سے زیادہ انسانوں کے آپس میں رابطے کا نام ہے۔

گبز سنز سائبر سپس کو "اجتماعی ہذیان" کا نام بھی دیتا ہے۔جس کے مطابق سائبر اسپیس کئی ایسے دماغوں کے اشتراک سے وجود میں آئی ہے جن کے جسم کا اس مخصوص جگہ پر کوئی وجود نہ تھا ۔اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ جو دماغ معلومات کا تبادلہ کر رہا ہوتا ہے وہ اس مخصوص جگہ پر موجود نہیں ہوتا۔

گبز سنز اپنے ناول میموری پیلس میں سائبر اسپیس کے بارے میں کہتا ہے۔

ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے اپنا راستہ بنا رہے ہیں ہمارے سفر کا اختتام خلا سے بالاتر ہے، جو ایک حقیقت ہے۔ ہم انسان ایسے جانور ہیں جو نقشے بناتے ہیں ، کلینڈر بناتے، تاریخوں کا حساب رکھتے، سمتوں کا تعین کرتے ہیں جبکہ سائبر اسپیس ان تمام سے بالاتر ہے۔

---

1. Atoms and Bits
2. William Fort Gibsons
3. Burning Crome
4. Neuromancer

گبز سنز کا تصور ایک حقیقت کا روپ دھار چکا ہے۔تاہم سائبر اسپیس نے ایک تخیل سے حقیقت کا روپ کب دھارا، اس کی تاریخ کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔

سائبر اسپیس کی اصطلاح کو سمجھنے کے لیے سائبر نیٹکس کو سمجھنا از حد ضروری ہے۔سائبر ٹیکس معلومات، رابطے ، نیٹ ورک کی سائنس ہے جو کہ مشینوں اور انسانوں کو بقدرِ ضرورت ایک دوسرے سے جوڑتی ہے۔دوسری جانب خلا یا اسپیس کے کئی معنی لیے جا سکتے ہیں۔خلاء کسی ایسی جگہ کو کہا جا سکتا ہے جس کی کوئی حد نہ ہو، جس میں ان گنت اشیاء ہوں جنھیں بیک وقت مٹھی میں نہ لیا جا سکے۔خلاء سے مراد ایک ایسی حرکت بھی لی جا سکتی ہے جو زمان و مکاں کی محتاج نہ ہو۔بعض معنوں میں خلاء سے مراد فاصلہ، سمتوں اور طول و عرض کے تصورات کو سمجھنا بھی ہے۔

سائبر اسپیس کو بیک وقت مختلف معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے کبھی ورچوئل ریئلٹی[1]، کبھی ورلڈ وائیڈ ویب[2]، کبھی ہائپر میڈیا[3]، اور بعض اوقات انٹر نیٹ جس میں ٹیلی فون، کمپیوٹر اور دیگر مواصلاتی ذرائع شامل ہیں اس کے ذریعے تمام دنیا ایک کلک کے فاصلے پر سمٹ چکی ہے۔

عام طور پر لوگ انٹر نیٹ اور سائبر اسپیس کو ایک ہی اصطلاح کے طور پر جانتے ہیں ۔ درحقیقت یہ دو الگ الگ اصطلاحیں ہیں جن میں نہایت ہی خفیف فرق ہے جو عموماً لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔سائبر اسپیس میں معلومات کا تبادلہ ایک مخصوص دائرہ کار میں ممکن ہو پاتا ہے جبکہ انٹر نیٹ کا دائرہ کار وسیع ہے اور اس میں معلومات کا تبادلہ ہر اس جگہ ہو سکتا ہے جہاں یہ سروس موجود ہو۔

دنیا میں پہلی گلوبل کانفرنس لندن میں ٢٠١١ء میں منعقد کی گئی جس میں حکومت، پرائیویٹ اور سول سوسائٹی کو ایک مقام پر اکٹھا کیا گیا۔اس کانفرنس میں سائبر سپیس کے دائرہ کار کو وسیع کرنے کے بارے میں تبادلہ خیال کیا گیا۔اسی برس سائبر اسپیس کو باقاعدہ ایک مضمون کے طور متعارف کروایا گیا۔حالیہ برس میں سائبر اسپیس کانفرنس بھارت میں ہونا طے پائی ہے۔

1. virtual Reality
2. World Wide Web
3. Hyper Media

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سائنسی ترقی نے تعلیم، صنعت و حرفت، مارکیٹنگ، ٹیلی کمیونیکشن میں واضح تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے۔ آئے روز نت نئے تجربات نے دنیائے علم کو ایک نئی جہت دی ہے۔

تعلیمی معاشرے میں سائبر اسپیس کا کردار

تعلیمی، سماجی اور اقتصادی خوشحالی میں سائبر اسپیس اپنا کردار ادا کرنے میں ایک حقیقت بن چکی ہے۔ سائبر اسپیس نے ہر شعبہ زندگی میں بنی نوع انسان کے لیے ترقی اور علم کی نئی جہتیں روشناس کروائی ہیں۔ ہر دور میں علم کا حصول انسان کا ایک اہم ترین مقصد رہا ہے۔ علم کی پیاس بجھانے کے لیے طلباء دور دراز کا سفر کرتے چلے آئے ہیں۔ علم کی پیاس بجھانے میں وقت اور حالات ہمیشہ آڑے آتے رہے تاہم اس تشنگی کو بجھانے کے لیے سائبر اسپیس ایک اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

سائبر اسپیس نے اساتذہ کے فرائض کو ایک نئی جہت سے روشناس کروایا ہے۔ سائبر اسپیس کی بدولت علم اب لائبریریوں کی کتابوں اور کمرہِ جماعت تک محدود نہیں ہے بلکہ معلومات کا بیش بہا خزانہ ہر وقت، ہر ایک کی دسترس میں ہے۔ سائبر اسپیس کی بدولت علم کی ترویج آسان ہو چکی ہے اور طالب علم معلمِ خود کی حیثیت سے بنا کسی استاد کے بھی مختلف علوم تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ سائبر اسپیس کے ذریعے ہر طرح کے تعلیمی مواد کو بیک وقت مختلف جگہوں پر کئی ہزار طلبا تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ سائبر اسپیس میں موجود تعلیمی کتب، وڈیوز ہر ایک کو باآسانی اور تقریباً مفت دستیاب ہوتی ہیں۔ یہ سائبر اسپیس ہی ہے جس نے تعلیمی کتب تک غریب طلباء کو دسترس دی۔

سائبر اسپیس معلومات کا وہ ذخیرہ ہے جس میں ہر طرح کی کتب، مقالہ جات اور تحقیقات نہ صرف محفوظ کی گئی ہیں بلکہ ہر گزرتے دن ان معلومات میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ سائبر اسپیس کی بدولت تعلیم حاصل کرنے کا عمل مسلسل ہو چکا ہے۔ اب اساتذہ کو بھی مسلسل نت نئی تحقیق سے آگاہی حاصل کرنا ضروری ہو چکا ہے۔ سائبر اسپیس پر موجود لیکچر، وڈیو، مشقوں کی طلباء تک باآسانی رسائی ممکن بنائی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فاصلاتی نظام تعلیم میں سائبر اسپیس کو ایک اہم مقام حاصل ہو چکا ہے۔ فاصلاتی نظامِ تعلیم میں استاد اور طالب علم کا تیز ترین رابطہ سائبر اسپیس سے ہی ممکن ہو پایا ہے۔ سائبر اسپیس میں معلومات کی ترسیل کم وقت اور بنا کسی ردوبدل کے ممکن ہو پائی ہے۔

سائبر اسپیس اور فاصلاتی نظام تعلیم کی بدولت طالب علم کمرہ جماعت اور طالب علم کی عمر کی قید ختم ہو چکی ہے۔ لیکچر کی وڈیو ٹیپ یا یو ٹیوب پر موجودگی نے اساتذہ کی مدد کے بنا مضمون کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ممکن بنا دیا ہے۔ سائبر اسپیس کی بدولت اب ایک ہی سبق کو بار بار دیکھا یا سنا اور ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب طالب علم کے لیے سبق یادداشت میں محفوظ کرنا آسان ہو چکا ہے۔ دوسری جانب اب اساتذہ ایک ہی بار لیکچر ریکارڈ کروا سکتے ہیں اور طالب علموں کو بھی لکھنے یا بار بار اساتذہ کی مدد حاصل کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ الغرض سائبر اسپیس نے جہاں طالب علموں کے لیے آسانیاں پیدا کی ہیں، وہاں اساتذہ کو بھی آسانیوں سے ہمکنار کیا ہے۔ سائبر اسپیس نے اساتذہ کے کام کو کم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے کام کو پیچیدہ بنا دیا ہے کیونکہ اب انھیں ہر لمحہ نئی ٹیکنالوجی اور تحقیق کا علم ہونا از حد ضروری ہے اور اب طالب علم بھی صرف اور صرف کتابی علم تک محدود نہیں۔

جین ڈیلول[1] لکھتی ہیں کہ " سائبر اسپیس اساتذہ کے لیے بیک وقت معلومات کی فراہمی اور رابطہ کا ایک بہترین ذریعہ بن چکی ہے"۔

انیسویں اور بیسویں صدی کے برعکس اب تعلیم کا حصول اور سائبر اسپیس لازم و ملزوم ہو چکے ہیں۔ اساتذہ کے لیے ٹیکنالوجی کا استعمال اب اسی طرح ضروری ہو چکا ہے جیسے چند برس پہلے لائبریری کا۔

مذاہب کے مابین مکالمہ ہو یا مختلف مذاہب کا تقابلی جائزہ، سائبر اسپیس کی مدد سے تبصرہ یا تجزیہ کرنا بے حد آسان بن چکا ہے۔ اب طالب علم کے لیے عالمی سطح کے علم کا حصول ناممکن نہیں رہا۔ دین اور دینی معلومات کے فروغ کے لیے سائبر اسپیس اپنی ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ ہر مذہب کے ہر فقہ کی کتب سائبر اسپیس کے ذریعے باآسانی حاصل کی جا سکتی ہیں۔ قدیم کتب جن کی اشاعت کا سلسلہ اب متروک ہو چکا ہے ان کی سائبر اسپیس میں موجودگی پڑھنے والوں کی تشنگی کو دور کرنے کا ایک مربوط ذریعہ ہیں۔ وہ وقت اب ماضی کا حصہ بن چکا ہے جب ہاتھ سے خطوط لکھ کر اپنا مدعا بیان کیا جاتا تھا۔ کسی بھی مضمون کی معلومات کے لائبریریوں کو چھان مارا جاتا تھا۔ سائبر اسپیس نے ہر طرح کی معلومات کو بس ایک کلک کی دوری پر رکھ چھوڑا ہے۔ ادھر مطلوبہ معلومات کے مضمون کو سرچ انجن

---

1. Jeane Dellol

پر لکھیے، ادھر دنیا جہان کے علم کا خزانہ آپ کے کمپیوٹر کی سکرین پر حاضر ہو جائے گا۔ اس تمام معلومات میں سے اپنی مطلوبہ معلومات کو چن کر اپنی تحقیق کو جدید ترین بنایا جاسکتا ہے۔

سائبر اسپیس پر موجود ہر طرح کے ادبی مواد کی موجودگی نے اذہان کو بہت حد تک متاثر کیا ہے اور معاشرے میں تکنیکی تبدیلی کے ذریعے تہذیبی تبدیلی کو ممکن بنا دیا ہے۔ مسائل کا آغاز صرف اور صرف اس نقطے سے ہوتا ہے جب ادب کو حقیقی تجربات اور مشاہدات پر ترجیح دی جائے۔ تخیلات کو ایک حقیقت تصور کیا جانے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس دانوں نے محض ایک خیال کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے ان گنت قوتیں صرف کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ خود سائبر اسپیس کے تصور کا تخلیق کار گبز سنز کہتا ہے کہ حقیقی دنیا کے تجربات اور مشاہدات انسانی تخیل کو جلا بخشتے ہیں۔ لہٰذا صرف اور صرف سائبر اسپیس پر تکیہ نہ کرنا چاہیے۔

سائبر اسپیس کا دینی اور دنیاوی علم کے حصول کے لیے نہ صرف اہم کردار ہے بلکہ سماجی، تعلیمی، علاقائی، اقتصادی، تہذیبی، نفسیاتی ترقی میں بھی سائبر اسپیس کے کردار سے انکار ممکن نہیں۔ سائبر اسپیس نے طالب علموں، تحقیق کاروں اور اساتذہ کے لیے بے شمار معلومات کا ذخیرہ پیدا کر دیا ہے۔ یہ معلومات جہانِ عالم کی ایک شاخ سے تعلق رکھتی ہیں چاہے وہ آرٹ ہو، فنون لطیفہ ہوں، آرکیٹیکچر ہو، سیاست ہو، مذہب ہو یا ادب۔ گویا سائبر اسپیس کی وجہ سے ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے لیے مطلوبہ معلومات بیش بہا تعداد میں موجود ہیں۔

سائبر اسپیس کا دینی اور دنیاوی علم کے حصول کے لیے نہ صرف اہم کردار ہے بلکہ سماجی، تعلیمی، علاقائی، اقتصادی، تہذیبی، نفسیاتی ترقی میں بھی سائبر اسپیس کے کردار سے انکار ممکن نہیں۔ سائبر اسپیس نے طالب علموں، تحقیق کاروں اور اساتذہ کے لیے بے شمار معلومات کا ذخیرہ پیدا کر دیا ہے۔ اگر دینی تعلیمی کو عام کرنا مقصود ہو تو سائبر اسپیس کی بدولت یہ کام باآسانی کیا جاسکتا ہے۔

دنیا کے ایسے دور دراز علاقے جہاں طلباء کے لیے غربت کے باعث سفر کرنا ممکن نہیں ان کے لیے سائبر اسپیس کسی نعمت سے کم نہیں کیونکہ یہ سائبر اسپیس ہی ہے جو ایسے علاقوں میں معلومات باہم پہنچانے کا واحد اور موثر ذریعہ ہے۔ صرف یہی نہیں۔ یہ سائبر اسپیس کا ہی کمال ہے کہ علم کا وہ ذخیرہ جس کو محفوظ کرنے کے لیے کئی کئی ایکڑ پر محیط لائبریریوں کی ضرورت تھی

آج اس کے لیے نہ تو بڑی جگہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی ان گنت کتب کی۔ یہاں تک کہ مطلوبہ مضمون کے مطابق معلومات کی باہم اور جلد فراہمی چند سیکنڈ میں ممکن بنا دی گئی ہے۔ ایک ہی موضوع پر مختلف لکھاریوں کی کتب، تجزیے اور کالم کی موجودگی نے کسی ایک مضمون کو سمجھنا اور اس کی تفصیل کو جاننا از حد آسان بنا دیا ہے۔

سائبر اسپیس فاصلاتی نظامِ تعلیم بر وقت تعلیم حاصل نہ کرنے والوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ پہلے پہل فاصلاتی نظامِ تعلیم ریڈیو پر مشتمل تھا جس کی ٹرنسمشن موسم کی خرابی میں اور جہاں اس کی فریکونسی درست نہ ہو پائے اس علاقہ میں براہ راست لیکچر سننا ناممکن ہو جاتا تھا۔ انیسویں صدی کے اختتام اور کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے آغاز نے اس طریقہ کار کو بدلا۔ ریڈیو کی جگہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ نے لے لی۔ اس طرح براہ راست ٹرانسمشن کی جگہ آن لی لیکچرز نے لے لی۔ یہ آن لائن لیکچر کسی بھی وقت پڑھے جا سکتے ہیں۔ ان لیکچرز تک رسائی وقت، موسم اور فریکونسی کی محتاج نہیں بلکہ یہ صرف اور صرف انٹرنیٹ کی موجودگی کی محتاج ہے۔

سائبر اسپیس کی بدولت طالب علموں کی لیکچرز تک رسائی ہر وقت، ہر جگہ ممکن ہو پائی ہے۔ یہاں تک کہ یہ لیکچر موبائل پر بھی باآسانی پڑھے جا سکتے ہیں۔ لیکچرز کو تیار کرنے کے لیے ماہر اساتذہ اور تحقیق کاروں کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ زیادہ تر لیکچر بھی ایچ ٹی ایم ایل میں میں لکھے جاتے ہیں اور انھیں یونیورسٹی کے سرور پر محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ انٹرنیٹ پر الفاظ کے ساتھ ،آواز اور تصاویر بھی موجود ہوتی ہیں جو طالب علموں کو اس سبق کے سمجھنے کے لیے آسانی کے لیے ضروری ہیں۔ ان اسباق تک رسائی متعلقہ یونیورسٹی کے طلباء تک ممکن ہوتی ہے۔ ایسے طالبہ و طالبات جن کے لیے لائبریری جانا ممکن نہیں ان کے لیے سائبر اسپیس کسی نعمت سے کم نہیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سائبر اسپیس میں ڈیٹا محفوظ کرنے صلاحیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ انیسویں صدی کے اختتام پر سائبر اسپیس میں ڈیٹا محفوظ کرنے کی صلاحیت آج سے کہیں کم تھی۔ کمپیوٹر کے ظاہری حجم میں بے انتہا کمی واقع ہوئی ہے۔ لیپ ٹاپ کی ایجاد اور اس میں مسلسل تکنیکی ترقی نے اس کے ظاہری حجم اور وزن میں کمی کی ہے۔ وزن میں کمی نے لیپ ٹاپ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر جانا آسان ہے۔

اس کے علاوہ اکثر و بیشتر کتب مفت فراہم کر دی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کتابی صورت میں پڑھنے کا رواج کم ہوتا جا رہا ہے۔ آن لائن یا پی ڈی ایف فارمیٹ میں کتب پڑھنا نسبتا سہل ہے ۔اب لکھاریوں کو کتب چھپوانے کے لیے کسی ادارے کی ضرورت باقی نہیں رہی بلکہ کتابیں از خود اور بنا کسی قیمت کے چھپوائی جا سکتی ہیں۔سائبر اسپیس کی بدولت ایک ہی مضمون پر کئی تحقیقاتی مضامین موجود ہوتے ہیں۔ چونکہ سائبر اسپیس پر ہر ایک کتب اور مقالہ جات شائع کر سکتا ہے اس لیے ان مقالہ جات کے مستند ہونے میں شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں۔ سائبر اسپیس ہر گزرتے دن کے ساتھ ترقی اور ترویج کی راہوں پر گامزن ہے۔

سائبر اسپیس میں ای میل کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے کیونکہ اساتذہ اور طالب علموں کے مابین خط وکتابت اور معلومات کا تبادلہ ای میل کے ذریعے ممکن ہو پاتا ہے۔ طالب علم کو اگر مدد درکار ہو تو اساتذہ تک رسائی ای میل ہی کے ذریعے ممکن ہو پاتا ہے تعلیم کے میدان میں سکائپ اور دوسرے پروگراموں کے ذریعے طالب علموں اور اساتذہ کے درمیان مکالمہ ممکن ہو پایا ہے۔ وڈیو کانفرسیں اور اساتذہ سے براہ راست مکالمہ طالب علموں کی ذاتی طور ہر سیکھنے اور علم حاصل کرنے میں مدد گار ثابت ہوتی ہیں۔ اس طرح طالب علم دوسرے طالب علموں اور ان کی تحقیق کے بارے میں آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔ اسے ای۔ لرنگ کا نام دیا گیا ہے۔

سائبر اسپیس کمپیوٹر، انٹرنیٹ کی کارکردگی پر منحصر ہے۔ اگر کمپیوٹر یا انٹرنیٹ کی کارکردگی متاثر ہو جائے تو معلومات کی ترسیل منقطع ہو جاتی ہے۔ سائبر اسپیس پر موجود کتب سے بھی اسی وقت استفادہ کیا جا سکتا ہے جب انٹرنیٹ کی سہولت کارآمد ہو اور کمپیوٹر میں کسی قسم کی خرابی اس نظام کو معطل کر دینے کے لیے کافی ہے۔

بعض اوقات فاصلاتی نظامِ تعلیم حاصل کرنے والے طالب علموں کا علم نیاترین نہیں ہوتا اس لیے انھیں کم علم گردانا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ طالب علم پر منحصر ہے کہ وہ اس کمی کو کس حد تک پورا کر پاتا ہے اور یہ بھی سائبر اسپیس کی بدولت ہی ممکن ہو پایا ہے۔ بلاشبہ سائبر اسپیس فاصلاتی نظامِ تعلیم میں سائبر اسپیس ریڑھ کی ہڈی کی سی حیثیت رکھتی ہے اور اس کے بغیر یہ نظامِ تعلیم اپاہج ہو کر رہ جائے۔

آج سائبر اسپیس کی وجہ سے انسان نے نہ صرف روئے زمین پر بلکہ سمندر اور خلاؤں کی تسخیر ممکن بنا لی ہے۔ایئر و اسپیس ٹیکنالوجی کی بدولت آج کا انسان دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک باآسانی پہنچ جاتا ہے۔ انسان نے وقت کے دھارے کے ساتھ ساتھ چلنے کی وجہ سے کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ مقاصد کے حصول کو ممکن بنا دیا ہے۔

کمیونیکیشن کے میدان میں انسان نے فضاء میں موجود لہروں پہ بھی کمال کی قدرت حاصل کی ہے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں کوئی واقعہ رونما ہو جائے تو کمیونیکیشن سسٹم کے ذریعہ دنیا کے کسی بھی ملک میں چند لمحوں میں اس خبر کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ سائبر اسپیس کی بدولت دنیا سمٹ چکی ہے اور ہر طرح کی خبروں کی ترسیل منٹوں تو دور کی بات سیکنڈ میں کر دی جاتی ہے۔ ہر ملک کے باشندے دوسرے ملک کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف تہذیبیں آپس میں مدغم ہوتی چلی جارہی ہیں سائبر اسپیس کی ترویج نے اب کانفرنسوں اور بزنس میٹنگز کو وڈیو لنک کے ذریعے کرنے کو فروغ دیا ہے کارپوریٹ ادارے جس کے دفاتر مختلف ملکوں میں ہیں۔ تمام دفاتر کے افسران کو ایک مقام پر اکٹھا کرنا ممکن نہیں۔ اس صورت میں مالکان اور افسران کے درمیان براہ راست رابطہ ممکن کیا۔

طبعی حقیقت نہ ہونے کے باوجود میڈیا میں اتنی طاقت ہے کہ اس کی بدولت لوگوں کے خیالات و افکار میں بڑی تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔ چناچہ آجکل سائبر اسپیس اور انٹرنیٹ کو بڑے بڑے مقاصد کے حصول کے لیے عوام کو ذہنی طور پر تیار کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

لحمان کے مطابق" میڈیا ایک حقیقت ہے لیکن طبیعی حقیقت نہیں "۔ عالمی طاقتیں سائبر اسپیس کی طاقت کو مان کر اس کا بہترین استعمال کر رہی ہیں۔ بلاشبہ سائبر سپیس، میڈیا اور انٹر نیٹ کو حکومت کا چوتھا ستون قرار دیا جاسکتا ہے۔اب کسی بھی جنگ میں سائبر اسپیس کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔اب کسی بھی ملک پر حملہ سے پہلے سائبر اسپیس اور میڈیا کے ذریعے عالمی سطح پر یہ باور کروایا جاتا ہے کہ یہ حملہ از حد ضروری ہے۔ اس طرح ایک رائے عامہ ہموار کر لی جاتی ہے۔

سائبر اسپیس کے فوائد اور رجحانات

سائبر اسپیس نے انسان کی ترقی کی راہیں کھول دی ہیں۔ سائبر اسپیس کی بدولت انسان نے نہ صرف اپنی علمی کمی کو پورا کیا، انسانیت کا درس حاصل کیا بلکہ اقوامِ عالم کی تہذیبی اور اقتصادی ترقی بھی حاصل کی۔ گبز سنز کے بیان کردہ تصور کے مطابق" آج کے انسان کا ٹیکنالوجی سے تعلق گہرا اور مختلف ہے "۔آج کا انسان سائبر اسپیس کے بغیر زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اب سائبر اسپیس اور حقیقت کی دنیا آپس میں مدغم ہو چکے ہیں۔ حقیقی دنیا سائبر اسپیس کے اثرات سے بچ نہیں سکتی اور سائبر اسپیس کے تخیلات حقیقی دنیا کے تجربات کی بدولت ترقی کی راہوں پر گامزن ہیں۔

ہر تصویر کے دو رخ ہوا کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح سائبر اسپیس کا پہلا رخ اگر بے حد روشن ہے تو دوسرا رخ تاریکی میں ڈوبا ہوا۔ سائبر اسپیس نے اگر تعلیمی میدان میں بیش بہا ترقی کی راہیں کھولی ہیں تو اس کے ان گنت نقصانات بھی ہیں۔ سائبر اسپیس کی بدولت ہر گزرتا لمحہ کم و بیش ہر معاشرے کو معاشرتی تبدیلیوں سے ہمکنار کر رہا ہے۔اب تمام عالم کی تہذیب کے متعلق معلومات کی سائبر اسپیس پر موجودگی نے کسی بھی تہذیبی روایت کو کمزور یا مضبوط کر دیا ہے۔ کسی بھی تہذیب کی معلومات کی ہر وقت فراہمی نے لوگوں کو آزادی دی ہے کہ وہ کوئی بھی معاشرت اپنائیں چاہے ان کے معاشرے میں رائج روایات کے برعکس ہی کیوں نہ ہو۔ سائبر اسپیس کا دوسرا بڑا نقصان یہ ہے کہ ہر طرح کا ادب اور معلومات چھوٹے بچوں کے دماغوں کو قبل از وقت جوانی کی دہلیز پر لا کھڑا کرتا ہے۔

سائبر اسپیس کو اگر اچھے مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا ہے تو یہ جگہ بھی برائی اور برے لوگوں سے محفوظ نہیں۔ سائبر اسپیس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس پر اصل اور نقل کی کوئی تمیز نہیں کی جاسکتی۔ کوئی بھی اپنا بارے میں غلط معلومات دے کر سائبر اسپیس پر فعال کردار ادا کر سکتا ہے۔

"انٹرنیٹ پر کوئی نہیں جانتا کہ کتا کون ہے"۔ دی نیو یارکر میں چھپنے والے مشہور کارٹون نے ثابت کیا کہ سائبر اسپیس جہاں اچھائی کا پیش خیمہ ہے وہاں اس میں کوئی بھی کسی قسم کی معلومات کا تبادلہ کر سکتا ہے۔اس کے علاوہ کوئی بھی، کسی بھی ملک کا رہنے والا، عالم یا جاہل، کسی بھی طرح کی ویب سائٹ، ایپلیکیشن یا آن لائن گیم بنا کر عوام کے استعمال کے لیے پیش کر سکتا ہے۔

اس کی سب کی بڑی مثال بلیو ویل گیم ہے جس کو کھیلنے کی وجہ سے کم و بیش ڈیڑھ سو افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔اس گیم کے تخلیق کاروں اور اس کو چلانے والوں نے نفسیاتی داؤ سے لے کر بلیک میلنگ کا سہارا لے کر لوگوں کی زندگیوں سے کھیلا۔اس گیم نے پوری دنیا میں خوف و ہراس پھیلا دیا۔ متاثرین میں زیادہ تر کی عمریں بارہ سے بیس سال تک تھیں جنھوں نے بحالت مجبوری یا نفسیاتی دباؤ میں آ کر خود سوزی کی۔

سائبر اسپیس کے بارے میں قوانین بھی بنائے جا رہے ہیں جو اس طرح کے جرائم پر قابو پانے کے لیے ضروری ہیں۔ان جرائم کو سائبر کرائم کا نام دیا گیا ہے۔ سائبر کرائم پر قابو پانے کے لیے ضروری ہے کہ عالمی سطح پر قوانین بنائے جائیں کیونکہ سائبر اسپیس کی بدولت کوئی بھی کسی بھی ملک میں بیٹھ کر کسی دوسرے ملک میں جرم کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ ایک ملک کے قوانین دوسرے ملک میں قابلِ عمل نہیں ہوتے۔

سائبر اسپیس اور انٹرنیٹ جہاں معلومات کی ترسیل کے لیے ضروری ہیں وہاں سماجی رابطے کی مختلف ویب سائٹس کے بے تحاشا استعمال اور مقبولیت نے دور دراز کے انسانوں کے درمیان رابطہ ممکن بنایا لیکن قریبی رشتہ داروں کو نظر انداز کرنے کی صورت یہ ویب سائٹس ان رشتوں میں دوریوں کا سبب بھی بنی۔الغرض استاد اور طالب علم کے درمیان کوئی روحانی رشتہ قائم نہیں ہو سکتا۔نہ ہی کوئی استاد، کسی شاگرد کو حقیقی دنیا میں پہچان سکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ طالبِ علم اور استاد کا روایتی رشتہ اب ماضی کا ایک باب بن چکا ہے۔

صرف استاد اور شاگرد ہی پر کیا موقوف تمام رشتے اب کمزور ہو چکے ہیں جس کی بنیادی وجہ سوشل نیٹ ورکنگ کی ویب سائٹس کا زیادہ سے زیادہ استعمال ہے۔انٹرنیٹ پر آپ کے کئی دوست ہو سکتے ہیں جو کسی بھی مشکل وقت میں صرف اور صرف احساسِ ہمدردی کا اظہار کر سکتے ہیں کیونکہ حقیقی دنیا میں وہ آپ سے کئی میل کے فاصلے پر ہوتے ہیں۔ مصنوعی طور پر ایک دوسرے سے جڑے ، روزانہ کی بنیاد پر رابطہ میں رہنے والے حقیقی دنیا میں وہ کسی کی کسی قسم کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔یہی وجہ ہے کہ آج کا انسان ایک جانب تو احساسِ تنہائی کا شکار ہے جبکہ دوسری جانب یہ اپنے سے جڑے رشتوں کو اپنے معاملات میں مداخلت کی اجازت بھی نہیں دیتا۔ گویا آج کا انسان بیک وقت ایک مصنوعی دنیا میں کئی دوستوں کے ہجوم میں ہے جو ایک دوسرے کی تمام تر سرگرمیوں سے واقف ہیں جبکہ حقیقی دنیا میں وہی انسان اس قدر اکیلا ہے کہ اس کے عزیز ترین رشتہ دار تک نہ تو اس کی سرگرمیوں سے واقف ہیں اور نہ ہی اس کے احساسات سے۔

کارل مارکس[1] کے مطابق "صنعتی ارتقاء اور ٹیکنالوجی نے انسان کی معاشرتی زندگی پر ان گنت اثرات مرتب کیے ہیں"۔ سائبر اسپیس نے جہاں انسان کو سہولت فراہم کی ہے وہاں انسانوں کی جگہ ربورٹس لیتے جا رہے ہیں اس طرح معاشرے میں بے روزگاری میں اضافہ ہوا ۔بے روزگاری میں اضافہ نے جرائم میں اضافہ کو فروغ دیا

بلاشبہ سائبر اسپیس کی ترویج نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ورچوئل دنیا، حقیقی دنیا کی نجیبت مستند نہیں اور اخلاقی اعتبار سے نا قابل اعتبار ہے۔ وہ افسانہ جس میں تکنیکی ترقی کا اظہار کیا جاتا ہے متوقع طور پر تخیل کو ناممکنات سے جاملاتا ہے۔

ٹیکنالوجی[2] کے عام ہونے اوراس میں دن بدن ترقی کے ساتھ ساتھ انسان میں احساسات اور دردِ انسانیت مرتا جا رہا ہے۔اخلاقی اقدار پستیوں میں گرتی جارہی ہیں۔ اخلاقی اقدار کی تنزلی کی بنیادی وجہ ہر سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس پر جعلی اکاؤنٹ کے

1. Karl Marx
2. Technology

دوسرے سے رابطہ کرنا بھی ہے۔ ایک دوسرے سے رابطہ کرتے ہوئے ادب و احترام اور اخلاقیات کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا جاتا۔

قطع نظر سائبر اسپیس میں موجود برائی کے، یہ ہر شعبہ زندگی میں اپنا ایک موثر کردار ادا کر رہی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ سائبر اسپیس کو مثبت طریقے سے استعمال کیا جائے۔ ٹیکنالوجی کی اس نعمت کو علم کے بارے میں آگاہی، علم کی ترویج اور ترقی کے لیے استعمال کیا جائے۔ جعلی اور غیر مئوثر مواد کو سائبر اسپیس کا حصہ نہ بنایا جائے بلکہ اس کے بر عکس مئوثر اور مستند مواد کو اس پر عوام کے استعمال کے لیے پیش کیا جائے۔ سائبر اسپیس کو معاشرے کی بہتری کا ایک ذریعہ بنایا جانا چاہیے اور اس کے مہلک اثرات کو ہر ممکن حد تک ختم کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ اس سلسلے میں تمام ممالک کو اپنا کردار ادا کرتے ہوئے سائبر اسپیس پر موجود اور نئے مواد پر کڑی نظر رکھنا چاہیے۔

References

1. **Buckland Redesigning Library Services: A Manifest**, ALA: 1992.
2. **D Anconi and Education Resources**., Susaoin EU Institute for Security Studies, 2014 Report 21 Cyber.
3. **Definition of Cyberspace in Hacker's Dictionary**.
4. Dellolle, Jeanne., **Teacher and Fellow at Burling Institute of Technology**.
5. Distance Education: The Perils of the Virtusl Student in Cyberspace, *Journal of Electronic Publishing*, Issue 1 seeking quality online, 5 (1999): *http://www.fairmontstate.edu*
6. **Economic and Philosophic Manuscrips of 1984**: Karl Marks.
7. Gardiner, Lambert., **Concorda University**.
8. **IT Scholar Yvonne Fritz: Media Makes Difference**.
9. **Pedagogisk Proffessionalitet Oslo: Gylendal**.
10. Polyson, Saltzberg., Godwin, Jones., (1996), **A Practical Guide for the Health Professional**.
11. **Principia Cybernetica**, Call for Papers: Symposium on "Theories and Metaphors of Cyberspace.
12. **Social Systemer: Kobehavan Hans Reitz for Lag**.
13. Sterling, Bruce., **The Hacker Crackdown**.
14. **Virtual Culture as Strategy of Reflection in Education: Naraisk Pedagogik**.